رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۱۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ط

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اکدن دیکھنا | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک فرانی چھپے پردہ میں ہوں

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

ساڑھے چار روپے سے چندہ مقامی خریدار

مضامین بنام اڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بینجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی)

جلد ۲ | مورخہ ۲ - مئی سنہ ۱۹۱۵ء مطابق ۱۷ - جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۳۴

مدینۃ المسیح

۱ - حضرت خلیفہ ثانی کی طبیعت بحمد اللہ اچھی ہے۔ حضور نے جمعہ کے خطبہ میں غیر احمدی کے جنازہ کے مسئلہ کو ایسے طور پر واضح کیا کہ اب انشاء اللہ اس کے متعلق کوئی سلیم الفطرت اعتراض نہیں اٹھائے گا ٭

۲ - مولانا محمد سرور صاحب اور میر محمد اسحٰق صاحب فاضل اور ماسٹر عبد الرحیم صاحب اور شیخ عبد الخالق صاحب مظفرو منصور دار الامان ۲۹ - اپریل بوقت عصر واپس پہنچ گئے امید ہے کہ ماسٹر عبد الرحیم صاحب اتوار کو گوجرانوالہ کے سفر پر لیکچر دینگے ٭

۳ - بہت سے مہمان قادیان میں وارد ہیں۔ ملک خیر زمان صاحب نائب تحصیلدار صوابی برادر محمد عیسٰی صاحب و برادر نور الحسن صاحب

گجرانوالہ میں مسیحیت و احمدیت کا مقابلہ

(ہمارے اپنے رپورٹر کی قلم سے)

۲۵ - اپریل سنہ ۱۹۱۵ء - آج ۳ بجے سے انجمن احمدیہ گوجرانوالہ کا اجلاس شروع ہوا۔ فاضل راجیکی نے قرآن و حدیث پر تقریر کی ضرورت بیان کر کے چکڑالوی خیالات کی تردید کی اور جمع الشمس والقمر کی تفسیر کر کے حاضرین پر صداقت مسیح موعود ثابت کی نہایت عمدہ اور اچھا اثر ہوا۔ چکڑالوی بھی موجود تھے مولوی صاحب کے بعد مولوی فاضل سید محمد اسحٰق نے حضرت مسیح موعود کے دعاوی اور صداقت کو مدلل و مبرہن طور پر پیش کیا

انبیائے سابقین اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے دلائل کو حضرت احمد بروز مصطفٰے پر چسپاں کر کے اپنی علم و فضیلت اور قادر کلامی کا ثبوت دیا۔ اس کے بعد ماسٹر عبد الرحیم صاحب نے گورنمنٹ عالیہ کے احسانات اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی حفاظت و اعانت میں ایک ذریعہ ثابت ہونے کی بحیثیت میر مجلس اجلاس شکریہ ادا کیا اور دعا پر جلسہ برخواست ہوا۔ اسی شام کو ۸ بجے پادری لیھوام کا لیکچر "تجسم الوہیت" پر ہوا اس لیکچر کی نسبت دوران لیکچر میں ہی پادری جیون مل صاحب کو آہستہ سے ایک دوسرے پادری کے کان میں یہ کہتے سنا گیا "اپنی دلیل کو آپ کاٹ جاتا ہے"۔

۲۶ - اپریل - رات کے لیکچر پر شیخ عبد الحق صاحب نے تنقید کی اور بائبل کے حوالجات دیکر مسیحی صاحبان کو قدرے متحیر کر دیا پہلے پادری جیون مل جواب دیتے رہے بارانی لمزدر دیکھ کر پادری جوالا سنگھ صاحب کو اٹھنا پڑا۔ مگر جناب میر صاحب

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

مولوی سید محمد اسحٰق کی برجستہ و پُرمعنی تقریر سے پادری صاحب کو آج پھر الفاظ کی آڑ میں پناہ لینی پڑی۔ وہ مسیح کو ازلی ثابت کرنے سے قاصر رہے۔ کامل نمونہ کا ثبوت نہ دے سکے عوام پر بہت اثر ہوا ہے "قادیانی آ گئے" کا شور تمام شہر میں موجود ہے۔ قادیانی کامیابی کے غیر مبائعین بھی قائل ہیں ✤

۲۶ - اپریل ۱۹۱۵ء - آج ۸ بجے شام پادری گارڈن صاحب نے بزبان پنجابی نجات پر تقریر کی۔ پادری صاحب کی تقریر بحیثیت مضمون تو قابل ذکر نہیں۔ کیونکہ اس میں نفس مضمون پر بہت کم بحث تھی۔ البتہ پادری صاحب نے زبانی پنجابی کو اس عمدگی اور اچھے لہجہ سے ادا کیا۔ محض آواز سننے سے کوئی شخص نہیں پہچان سکتا تھا کہ انگریز بول رہا ہے یا پنجابی۔ اس تقریر کے وقت الفضل کے رپورٹر کو متواتر یہ خیال آتا رہا ✤

کاش احمدی مبلغ بھی اسی طرح اجنبی زبانوں پر حکمرانی کرنا سیکھیں ✤

۲۷ - اپریل ۱۹۱۵ء - آج ۱/۲ ۶ بجے کی بجائے ۱/۲ ۷ بجے سے سلسلہ مناظرہ شروع ہوا × × × × × ایک آریہ صاحب کے سوال و جواب ہونے کے بعد میر صاحب سید محمد اسحٰق اوٹھے۔ اور رات کی تقریر کا خلاصہ بیان کر کے بائبل سے حوالجات دیکر اپنے گذشتہ مطالبات کا دوبارہ مطالبہ کیا اور فرمایا اگر مسیحی کتب میں لکھے ہوئے معجزات قابل قبول ہیں۔ تو پھر گورو نانک صاحب کا ہاتھی زندہ کرنا پیران پیر کا بیڑہ نکالنا۔ اور ہندوؤں کا یہ یقین کہ لنکا میں لچھمن جی زندہ ہوئے۔ اور ہنومان پہاڑ لائے یا رشیوں نے اور ایسے معجزات دکھائے صحیح ہے کیونکہ اس کا ذکر انکی کتابوں میں ہے۔ پادری جوالا سنگھ صاحب نے اس پر کہا کہ ان کا تواتر ثابت نہیں۔ اس پر میر صاحب نے فرمایا کہ جس تواتر کو مسیحی دلیل ٹھہراتے ہیں اس سے بڑھ کر تواتر بالمیکی رامائن میں درج شدہ واقعات کے متعلق ہندوؤں میں مسلم ہے پھر میر صاحب نے مطالبہ کیا کہ از روئے انجیل معجزات تو جھوٹے نبی بھی دکھا سکتے ہیں پھر معجزہ کو مثبت صداقت ٹھہرانا غلطی ہے۔ پادری صاحب نے آج بھی ہمارے مطالبات کی طرف توجہ نہیں کی یونہی وقت گذار دیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے بدستور سابق آج بھی احمدیت کی فتح ہوئی۔

۲۷ - اپریل ۱۹۱۵ء - شام کو ۸ بجے پادری علی بخش صاحب کینین نے کفارہ پر تقریر کی جس کی نسبت صرف اس قدر کہا جا سکتا ہے کہ پادری صاحب نے سوائے چند منقولی حوالجات دینے اور قربانیوں کا ذکر کرنے کے کوئی معقولی بات پیش نہ کی ✤

۲۸ - اپریل ۱۹۱۵ء - آج ۱/۲ ۷ بجے صبح سے پھر مجلس مناظرہ کا انعقاد ہوا۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری بھی بحیثیت غیر احمدی نمائندہ موجود تھے۔ پہلے ایک آریہ صاحب اور پادری علی بخش و جوالا سنگھ میں باہمی گفتگو ہوتی رہی اس کے بعد میر محمد اسحٰق صاحب نے رات کی تقریر کا خلاصہ بیان کر کے اور بائبل سے حوالہ دے کر کہ باپ کے انگور کھانے سے بیٹے کے دانت کھٹے نہیں ہو سکتے بتایا کہ مسئلہ کفارہ باطل ہے۔ میر صاحب کے مطالبات کا آج بھی جواب صاف رہا۔ مگر پادری جوالا سنگھ صاحب کو اس طرف آنے کی جرأت ہی نہیں ہوئی۔ میر صاحب کے بعد مولوی ثناء اللہ امرتسری نے سلسلہ گفتگو شروع کیا۔ اور تعجب ظاہر کیا آج پادری جوالا سنگھ صاحب اپنے دستور کے خلاف کیوں منطقی بحث کی جگہ منقولی گفتگو کر رہے ہیں۔ مولوی صاحب کو معلوم نہ تھا کہ احمدی مناظر مسیحی مقرر کے منطق کو اپنے علم سے پامال کر کے اسے مجبور کر چکے ہیں کہ وہ منطق کے پردے سے باہر آئے۔ منطقی بحث بھی کافی ہو چکی ہے۔ اور پادری جوالا سنگھ صاحب اب دراصل ایک تھکے ماندے مغلوب حریف کے مشابہ ہو رہے ہیں ✤

الفضل کے رپورٹر نے نہایت افسوس سے دیکھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے حسب عادت سابق یہاں بھی عاشقانہ اشعار سے اپنی تقریر کو سجایا۔ اور پادری صاحب کے اس قول پر کہ جب تک سب لوگ مسیح پر ایمان نہ لے آئیں۔ وراثتی گناہ کا اثر دور نہیں ہو سکتا۔ کہا

"قمیص لاؤ تاکہ ہم تمہیں نجات دلائیں"

یہ فقرہ گو مذاقاً ہو مگر اس کا مفہوم یہی تھا کہ قمیص لاؤ تاکہ ہم عیسائی ہو کر تمہیں پسینہ سے روٹی کھانے اور دردزہ سے بچہ جننے کی تکلیف سے چھوڑائیں۔ امرتسری مولوی صاحب کی تقریر میں اگر کوئی مضبوط بات تھی۔ تو وہی جو حضرت اقدس مسیح موعود بارہا پیش کر چکے اور آپ کے ادنے خدام بھی جانتے ہیں یعنی دردزہ سے بچہ جننا اور پسینہ سے روٹی کما کر کھانا ابطال کفارہ پر دال ہیں۔ اس طرح یہ جلسہ آج ۹ بجے احمد اور احمدیت کی کامیابی پر ختم ہوا فالحمد للہ علے ذالک ✤

بقیہ از صفحہ ۳

میں متزلزل نہیں ہوئے۔ اسی طرح ہز آنر نے سکھوں اور ہندوؤں کے متعلق فرمایا کہ عام قومی لحاظ سے وہ وفادار اور جان نثار ہیں اور اخیر میں فرمایا کہ پنجاب کا دل ویسا ہی سالم ہے جیسا کہ غدر کے نازک ایام میں بلکہ اس وقت سلطنت ہند کا کوئی اور صوبہ پنجاب سے بڑھ کر اس جنگ میں کام نہیں کر رہا۔ اور میں چاہتا ہوں کہ یہی سپرٹ قائم رہے۔ اس لئے تمام فرقوں اور جماعتوں کے لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ تمام اختلافات کو بھول جائیں۔"

اس تقریر کے پڑھنے سے جہاں اخبارات کے لئے اور بھی حزم و احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ثابت ہوتی ہے وہاں یہ خوشی کی بات ہے کہ ہز آنر کو ہماری غیر متزلزل وفاداری پر پورا بھروسہ ہے۔ جس کے بارہ میں ہم اہالیان پنجاب کی طرف سے بالعموم اور احمدی جماعت سے (جو نہ صرف پنجاب و ہندوستان بلکہ دیگر ممالک و اکناف عالم میں پھیلی ہوئی ہے) بالخصوص یہ یقین دلانے کے لئے تیار ہیں کہ وہ ہر شکل میں اپنی گورنمنٹ کے ممد و معاون ثابت ہونگے۔ اسی طرح اخبارات بھی ایسے مضمون شائع نہیں کرتے اور نہ انشاء اللہ شائع کرینگے۔ جن سے گورنمنٹ کی کسی مشکل میں اضافہ ہونے کا احتمال ہو۔ لیکن باایں ہمہ اتنا عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ انسان کمزور ہے۔ ممکن ہے کہ نادانستہ طور پر کسی اخبار سے کوئی ایسی لغزش ہو جائے تو اس صورت میں ہر چند یہ صحیح بات ہے کہ ایڈیٹر کو اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے۔ لیکن پھر بھی اسے اصلاح کا موقعہ ملنا چاہیئے اور تازہ خبروں کی بہم رسانی کا انتظام اگر گورنمنٹ کی طرف سے ہو جائے تو انگریزی اور اجنبی اخبارات کے بیانات نقل کرنے کو ان اخبارات کو ضرورت نہیں رہیگی جو دل سے چاہتے ہیں۔

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - یکم مئی سنہ ۱۹۱۵ء

ہزآنر لفٹنٹ گورنر پنجاب کی تقریر اور اخبارات کے لئے نہایت حزم واحتیاط سے کام لینے کی ضرورت

۲۲- اپریل کے اجلاس کونسل میں سرمائیکل اڈوائر پنجاب کے بیدار مغز مدبر- لفٹنٹ گورنر نے جو تقریر فرمائی اس کے اس حصہ کا اقتباس جو ورنیکولر اخبارات اور موجودہ قانون حفاظت ہند کے متعلق ہے - ذیل میں دیا جاتا ہے :-

"افواہوں کا سلسلہ کے وقت سے دنیا میں جنگ کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے مگر جو عجیب و غریب افواہیں یہاں اڑیں - اور جدت طرازیاں ہوئیں - انپر اب ضرور شرمندگی ظاہر کی جاتی ہوگی - افسوس ان افواہوں میں بالعموم دشمن کی طاقت و فتوحات کو بڑھا چڑھا کر ظاہر کر کے ہماری حالت کو کمزور دکھایا جاتا رہا - غالباً مشرق کا خاصہ ہے کہ معاملہ کے تاریک پہلو کو پسند کیا جاتا ہے اسکے برعکس برطانوی جزائر میں ابتدا ہی سے حالانکہ شروع ایام میں بیشک کچھ تردد کا مقام تھا - کامل بشاشت اور باحوصلگی غالب رہی - یہاں بہت سے لوگ تردد خیز افواہوں کو مزہ کے لئے یا فائدہ کی خاطر پھیلاتے رہے - اور اس بارہ میں بعض بدترین خطا کرنیوالے اخبارات کے چند خاص حصص رہے تمام اینگلو ورنیکولر اخبارات کا رویہ جنگ اور اندرونی معاملات کے متعلق سرتاسر قابل تعریف رہا - دیسی اخبارات کا بڑا حصہ بھی ایسا ہی اچھا رہا مگر سنسنی خیزی کا شوق اور ترقی اشاعت کی طمع اکثر دیسی اخباروں پر غالب آگئی • اور یہ پختہ بات ہے کہ جہلا اور زود اعتبار لوگوں میں ان افواہوں کا بڑا اثر ہوا - گورنمنٹ صحیح معلومات کو شائع کرنیکی حتی الوسع کوشش کر رہی ہے - اسموقعہ پر میں لاہور کی دار نیوز ایسوسی ایشن اور افراد کے اعلیٰ کام کا اعتراف کرتا ہوں جو وہ غلط اور تردد خیز افواہوں کے اثر کو رد کرنے میں کر رہی ہیں *

گورنمنٹ کئی دفعہ ورنیکولر اخبارات کو متنبہ کر چکی ہے کہ اگر کم از کم موجودہ جوشیلے اوقات میں وہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرنے میں قاصر رہے تو مفاد عامہ کے لئے خاص تدارکات لازمی ہو جائینگے - میں خوش ہوں کہ کئی ایک نے اس تنبیہ کا خیال رکھا - مگر بعض نے پروا نہ کی - اور گورنمنٹ وہ خاص ضوابط وضع کرنے پر مجبور ہو گئی جو جملہ اخبارات و مطابع پر حاوی ہیں - یہ ضوابط جدید قانون حفاظت ہند کے قواعد میں منضبط کر دئے گئے ہیں - قاعدہ نمبر ۲ پڑھا جائے - اسمیں عملاً انگلستان کے قانون کو ہی دہرایا گیا ہے اس کا اطلاق بلا ورنگ و بشدت ہوگا - اس قانون کے رو سے اڈیٹر - پرنٹر - پبلشر اور تقسیم کنندگان سب ذمہ دار ہیں خواہ انکے ارادے کیسے ہی معصومانہ اور خواہ وہ کتنا ہی یہ عذر پیش کریں کہ وہ صرف انگریزی اور اجنبی اخباروں کے بیانات نقل کر رہے ہیں - اگر اڈیٹروں کو جنگی خبروں یا خارجیہ پالیسی کے معاملات کے متعلق کسی مضمون کے قابل اشاعت ہونے میں کچھ شبہ ہو - تو وہ ان افسروں سے جن کو سرکار نے اس کام کیلئے مقرر کیا ہے - مشورہ لے سکتے ہیں اور جن سے بہت سے اڈیٹر فی الواقع مشورہ لے رہے ہیں *

یہ امر چھپانا بے سود ہے کہ چند گذشتہ ماہ میں ہم کو غیر معمولی مگر عارضی تفکر افزا معاملات سے سابقہ رہا ہندوستانی تارکان وطن کا ایک گروہ قتل و نہیب اور بم خنجر و پستول کے استعمال سے گورنمنٹ ہند کے برخلاف مشغول سازش ہو گیا وہ جرمن طریق کی پیروی کر کے حکام کو مرعوب بنانے کا قصد رکھتے تھے - مگر عملاً ان سے صرف یہ ظہور میں آیا کہ بے پناہ تاجروں اور زن و بچہ کو ذاتی مفاد کے لئے لوٹا ان وحشیانہ طریقوں سے یہ بدبخت ہندوستان کی قسمت سنوارنے کے مدعی ہیں - مگر اہل پنجاب کی طبع سلیم المزاجی فوراً بروئے کار آکر ان لوگوں اور انکے عقاید کو مسترد کر دینے پر تیار ہو گئی فیروز پور شہر کے واقعہ میں چھ دیہات کے لوگ جانوں کی پروا نہ کر کے قاتلان سب انسپکٹر و ذیلدار پر ٹوٹ پڑے پولیس کی جو کسی اور لوگوں کی امداد سے یہ فتنہ جلد دبا لیا گیا پھر ناگہاں خلاف توقع جنوب مغربی پنجاب میں مسلمان زمینداروں اور کمین لوگوں کا ایک حصہ باسباب مختلف (جنکی ہزآنر نے کچھ تشریح فرمائی) فساد برپا ہو گیا مگر اب ایکا تھ سے انتظام بالکل درست ہو گیا ہے - ۸۱ سنگین مقدمات ملتان کے اجلاس خاص میں فیصل ہونگے - اور گورہ فوج علاقہ میں پھرائی گئی ہے تاکہ جہلا کو سرکار کی طاقت کا علم ہو یہ واقعات گو موجب تفکر رہے ہیں لیکن آیندہ کیلئے خدشہ کی کوئی بات نہیں کیونکہ آبادی کا بڑا حصہ دل وجان سے سرکار کا معاون و خیرخواہ ہے *

تاہم سرکار نے احتیاطاً قانون حفاظت ہند پاس کر دیا ہے اسکے بعض ضوابط چند ایک کو سخت شدید نظر آئینگے لیکن سرکار صرف اسی صورتمیں ان سے کام لیگی جبکہ مفاد عامہ کے لئے ایسا کرنا ناگزیر ہو جائے ہم بحالی و قیام امن کے لئے فوجی حکام اور پولیس کے از حد ممنون ہیں - فوج سے بہت کم کام لینا پڑا اور وہ بھی زیادہ تر محض نمایش کیلئے مگر عندالطلب فوج جھٹ پہنچ جاتی رہی - پولیس کی ڈیوٹی ان چھ مہینوں میں بڑی کٹھن اور جوکھم کی رہی ہے بعض اس کے سرانجام میں قربان بھی ہو گئے - انکو دائمی عزت کا سہرا مل گیا ہے - پنجاب کے باہر والے ہم سے زیادہ تردد ظاہر کرتے ہیں وہ دہلی و لاہور بم کیس - امریکہ سے آنیوالوں کے اعمال اور جنوب مغربی پنجاب کی ڈکیتیوں کا حوالہ دیکر کہتے ہیں کہ پنجاب میں حالت نازک ہے - اور مسلمانوں سکھوں ہندؤوں کا بڑا حصہ علانیہ یا خفیہ سرکار کے برخلاف سازش کر رہا ہے میں ان آثار کی اہمیت کو گھٹانا نہیں چاہتا مگر انکو عارضی مشکلات سمجھتا ہوں جن کو ہم بکامیابی دبا سکتے ہیں پنجاب کی آبادی کا حصہ اعظم ان باتوں سے بالکل بے تعلق ہے جو لوگ جنوب مغربی پنجاب کی ڈکیتیوں اور چند ایک گمراہ طلباء کے یاغستان کو نکل جانے سے مسلمانان پنجاب کو غیر وفادار سمجھنا چاہتے ہیں میں انکو ان ہزارہا مسلمانوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو دنیا کے ہر حصہ میں تاج کے لئے اور بعض جگہ اپنے ہم مذہبوں کے ساتھ لڑ رہے ہیں اور کہ ۷ ماہ میں ۱۲ ہزار مسلمان صرف پنجاب سے بھرتی ہو چکے ہیں - خداداد خاں مسلمان ہی وکٹوریہ کراس لینے والا پہلا ہندوستانی ہے شمالی پنجاب کے مسلمان نہ صرف بھرتی ہو رہے ہیں بلکہ وہاں پہلے سے جرائم بھی کم ہو گئے ہیں اور مسلمان ریاستیں مسلمان لیڈر اور اسلامی جمہور کسی بھی نازک موقعہ پر سرکار کی جان نثاری

مولوی محمد علی صاحب
اور
نبوت مسیح موعودؑ

(از جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل)

لاہور کے اخبار پیغام صلح پرچہ ۶۔ اپریل ۱۹۱۵ء جلد دوم نمبر ۱۱۰ میں مولوی محمد علی صاحب کا جو خطبۂ جمعہ شائع ہوا ہے اسمیں مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ

"میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی ہی بیخکنی سمجھتا ہوں بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے۔ اگر تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں مانتے تو میرے نزدیک یہ بڑی خطرناک راہ ہے اور تم خطرناک غلطی کے مرتکب ہوتے ہو"

لیکن حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر جو مضمون مولوی صاحب موصوف نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان جلد ۷ نمبر ۶ و ۷ میں "حضرت مسیح موعود کے وصال پر چند مختصر نوٹ" کے عنوان کے ماتحت شائع کیا تھا۔ اسمیں آپ لکھتے ہیں کہ:۔

(۱) "عجب یہ تمام امور ایسے ہیں جنکا **منہاج نبوت** کے روسے انکار نہیں ہو سکتا۔ اور **حضرت مسیح موعود پر اگر کوئی مطالبہ ہو سکتا ہے تو منہاج نبوت کے روسے ہی ہو سکتا ہے**۔ تو اب سوال یہ پیدا ہوگا کہ پھر مابہ الامتیاز کیا ہے جس سے جھوٹے اور سچے میں شناخت ہو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سو جواب اسکا یہ ہے کہ اول تو خود پیشگوئیوں **میں کثرت اور کیفیت** کو دیکھنا چاہیئے کیونکہ **قرآن شریف سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اظہار علی الغیب کو اللہ تعالیٰ انبیاء اور رسل کے** لیئے مخصوص کرتا ہے یعنی **کثرت سے غیب کی اطلاع دینا**۔ پس پہلی بات دیکھنے والی یہ ہوتی ہے کہ ایک مدعی کی پیشگوئیوں میں سچی پیشگوئیوں کی **کثرت** پائی جاتی ہے کہ نہیں سو اس معیار کے روسے پرکھ کر دیکھو تو حضرت مسیح موعود کو اپنے دعوے میں سچا پاؤ گے" صفحہ ۲۹۲

اور پھر اسی مضمون میں لکھتے ہیں کہ

(۲) "اور دوسرا قانون یہ ہے **لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین فما منکم من احد عنه حاجزین** جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹے **مدعی نبوت** کو نصرت نہیں دیجاتی بلکہ اسے ہلاک کر کے نیست و نابود کر دیا جاتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جسطرح جھوٹے کو جلدی ہی ہلاک کر کے نیست و نابود کر دیا کرتا ہے اسطرح مرزا صاحب کے ساتھ نہیں کیا پس جس شخص کے ساتھ خدا تعالیٰ اپنی کتاب کے مقرر کردہ قوانین کی روسے جھوٹوں والا سلوک نہیں کرتا بلکہ صادق اور اپنے سچے **رسولوں** والا سلوک کرتا ہے اسکی **صداقت پر شبہ کرنا خدا تعالیٰ سے جنگ کرنا** اور اسکے کلام کی خلاف ورزی کرنا ہے **اس سے بڑھکر اور کوئی ثبوت کسی کی صداقت کا نہیں ہو سکتا اور اگر یہ ثبوت کافی نہیں تو پھر کسی نبی کی نبوت ثابت نہیں ہو سکیگی**" صفحہ ۲۹۴

اور نیز اسی مضمون میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ:۔

(۳) "علاوہ ازیں خالی پیشگوئی کوئی چیز نہیں جبتک کہ اسکے ساتھ ایک اعلیٰ درجہ کی تعلیم نہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ ایک ایسی نصرت اور تائید منجانب اللہ نہو جس سے باوجود تمام مخالفتوں کے اور ہر قسم کی روکیں ان کی راہ میں ڈالے جانے کے ان کے سلسلہ کی ترقی روز افزوں ہوتی چلی جائے اور تند سے تند باد مخالفت کا جھونکا ان کے پودے کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے یہ تمام باتیں ہرگز ہرگز کسی کاذب میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ **تمام دنیا کو تلاش کر لو تاریخ کے ورقوں کو ایک ایک کر کے الٹ ڈالو مگر ان سب باتوں کا مجموعہ سوائے خدا کے برگزیدہ نبیوں کے ہرگز کہیں نہ پاؤ گے**" صفحہ ۹۳

اور اسی مضمون میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ:۔

(۴) "میں صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ ایک کثیر حصہ پیشگوئیوں کا ابھی ایسا ہے جسکے پورا ہونے کا انتظار باقی ہے کیونکہ یہ بھی سنت اللہ ہے کہ **ایک نبی کی پیشگوئیاں اسکی** موت تک ہی ختم نہیں ہو جاتی ہیں بلکہ جیسا **عظیم الشان نبی** ہو اسی طرح اسکی پیشگوئیوں کا زمانہ بھی لمبا ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں قیامت تک پوری ہوتی رہیں گی۔ اسلیئے ہمیں بہت تاویلیں کرنے کی ضرورت نہیں"

اور رسالہ مذکورہ کی جلد ۷ نمبر ۳ میں مولوی صاحب نے ایک مضمون زیر عنوان "آخری زمانہ کا مصلح" شائع کیا تھا جسمیں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ

(۵) "خود طبیعتیں بتا رہی ہیں کہ یہ وہی آخری دن ہیں جن کا وعدہ دیا گیا تھا ان کے ماسوا ہر ایک مذہب میں اور بھی بعض علامات اور قرائن ایسے پائے جاتے ہیں جس سے یہ زمانہ معین کیا جا سکتا ہے یہ تمام پیشگوئیاں اس امر میں متفق ہیں کہ **پیغمبر آخر زمان کا نزول** ایسے زمانہ میں ہوگا جبکہ دنیا پرستی اور طرح طرح کے مفاسد کی افواج ایسے زور شور سے جمع ہو جائینگی جس کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں نہ گذری ہو۔ اور ہر ایک مذہب بیان کرتا ہے کہ **موعود پیغمبر کے** نزول کے ساتھ نیکی اور بدی اور خدا پرستی کے درمیان اسوقت ایک سخت خطرناک جنگ ہوگا۔ اور آخر کار حق پرستی اور راستی کی افواج فتح پائے گی" صفحہ ۸۱

(۶) "اور چونکہ یہ فتنہ ہر چہار اکناف عالم میں پھیل چکا ہے اسلیئے یہی وہ آخری زمانہ ہے جس میں **موعود نبی** کا نزول مقدر تھا" صفحہ ۹۳

(۷) "**مسیح موعود آخری زمانہ کا مرسل** اور آدم ثانی کے ناموں سے بھی مخاطب کیا گیا ہے" صفحہ ۸۹

(۸) "کسی **مدعی نبوت** کے دعوے کے صدق و کذب کی شناخت اور فیصلے کے لیئے سب سے محفوظ طریق یہی ہے کہ یہ امر دیکھ لیا جائے کہ بہیئت مجموعی کیفیت عامہ کے ساتھ وہ پیشگوئی اسکے حالات کے ساتھ موافق ہے یا نہیں۔ یہاں تک تو اصول عامہ مشترکہ و مسلمہ سے ہمارے بیان کی ترجیح ثابت ہے اب دوسرا امر یہ ہے کہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب کے دعویٰ مسیحیت و مہدیت کے بارے میں اندرونی شہادت دیکھی جاوے" صفحہ ۹۱

(۹) "کوئی **نبی** اللہ صرف دفع شر ہی کے لیئے مامور و مبعوث نہیں کیا گیا۔ بلکہ دفع شر ابتدائی مرحلہ ہوتا ہے جس کے بعد اعلیٰ اصول نہایت برجستگی اور مضبوطی کے ساتھ قائم کیے جاتے ہیں اور اگر دفع شر سے یہ مقصود حاصل کرنا مد نظر نہ ہو تو پھر یہ بالکل بے حیثیت اور بے قدر بات ہے **اسی طرح مسیح موعود کا حال بھی ہے وہ اس قانون الٰہی سے مستثنےٰ** نہیں ہو سکتا" صفحہ ۹۵

(۱۰) "فارسی الاصل (رجل من ابناء فارس) کے متعلق جو پیشگوئی وارد ہوئی ہے اسکی جڑھ قرآن شریف میں موجود ہے چنانچہ سورۃ الجمعہ میں آیا ہے **هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم ایاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین و آخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم**۔ ترجمہ۔ خدا تو وہ ہے کہ جس نے امی لوگوں

میں سے یہ رسول مبعوث کیا کہ انہیں اسکی آیات سنائے اور انہیں پاک بنائے اور کتاب وحکمت کی انکو تعلیم دے گو وہ پہلے عیاں طور پر غلطی میں پڑے ہوئے تھے۔ اور نیز آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم ہوگی جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئی۔ وہ قوم بھی انہی لوگوں کے ہمرنگ ہوگی اور ان میں بھی اسی طرح نبی مبعوث ہوگا۔ جو انہیں خدا کی آیات سنائے گا اور انہیں پاک بنائے گا۔ اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے گا۔ اور خدا غالب اور حکمت والا ہے" صفحہ ۹۶

(۱۱) "آیت کریمہ میں جن لوگوں کے درمیان اس فارسی الاصل نبی کی بعثت لکھی ہے۔ انہیں آخرین کہا گیا ہے" صفحہ ۹۶

(۱۲) "ایک اور الہام میں لکھا ہے لو کان الایمان معلقاً بالثریا لناله رجل من ابناء فارس یعنی اگر ایمان ثریا میں معلق ہو گیا ہوگا تو ابنائے فارس سے ایک مرد اسے پھیر لاوے گا۔ اسمیں ملہم کو رجل من ابناء فارس کے نام سے مخاطب کیا گیا ہے اور پیشگوئی کے بیان میں اوپر یہ ذکر آچکا ہے کہ نبی آخر زمان کا ایک نام رجل من ابناء فارس بھی ہے" صفحہ ۹۸

(۱۳) "ان ابتدائی اور خارجی امور کے فیصلہ سے ہم اب اس حالت میں ہوگئے ہیں کہ اس نبی آخر زمان کے دعوے کی تصدیق کو سمجھنے کے لیے اندرونی شہادت پر غور کریں۔ تاکہ ہر ایک منصف مزاج بلالحاظ مذہب و ملت اس امر کو مان سکے" صفحہ ۹۹

(۱۴) "یہ امر محتاج بیان نہیں کہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب کی جس قدر مخالفت کی گئی ہے۔ اس کی نظیر صرف انبیاء کے حالات میں مل سکتی ہے" صفحہ ۱۰۴

(۱۵) "اگر بنظر عمیق غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ پیشگوئی بہت ہی عظیم الشان اور بہت ہی قابل قدر ہے اور یہ ایسا بدیہی اور صریح الثبوت معجزہ ہے کہ جسکے برابر ثبوت کی صفائی کے پہلو سے انبیاء بنی اسرائیل کی تواریخ میں کوئی نظیر نہیں پائی جاتی" صفحہ ۱۰۵

جلد مذکور کے صفحہ ۴۹ اپر مولوی صاحب موصوف ڈوئی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

(۱۶) "اس نے (یعنی خدا نے - ناقل) جیسا کہ وعدہ فرمایا ہے کہ لا یظھر علی غیبه احداً الا من ارتضی من رسول اپنے ایک برگزیدہ رسول پر اس انجام کو ظاہر فرمایا اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ خدا کے سچے مرسل کے سامنے ہلاک ہوگا"

اور ریویو کی جلد ۵ کے صفحہ ۱۷۴ پر لکھتے ہیں کہ:-

(۱۷) "قرآن شریف اور حدیث نبوی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں یا دو ظہور ہیں۔ اور آپکے دو ناموں محمد اور احمد صلے اللہ علیہ وسلم میں انہی دو بعثتوں کی طرف اشارہ ہے"

اور پھر صفحہ ۱۸۰ پر لکھتے ہیں کہ:-

(۱۸) "سلسلہ احمدیہ کا اہم مقصد اور اس مشن کی اصل غرض دنیا میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان کو از سر نو زندہ اور تازہ کرکے انسان کو پاکیزگی کی راہوں پر چلاوے اور گناہ سے نجات پانے کی راہ بتائے۔ اس سلسلہ کا یہ دعویٰ ہے کہ صرف اسی میں شامل ہو کر انسان ان راہوں کو پا سکتا ہے - - - - - - - -

اور اسکا حصول صرف اسی طرح ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور علم کے خارق عادت نمونے دیکھے جاویں۔ جن کا اظہار صرف انبیاء و رسل کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور قدیم سے یہی سنت الٰہی چلی آئی ہے کہ خدائے تعالیٰ ایسے اوقات میں جب زندہ ایمان لوگوں کے دلوں سے نیست و نابود ہو جاتا ہے اپنے انبیاء کے ذریعہ اپنی عظیم الشان قدرتوں کا اظہار بذریعہ خارق عادت نشانوں کے کرکے اپنی ہستی کا یقین لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے۔ جس سے ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ ایسی ہی ضرورت اس زمانہ میں ہے کیونکہ گزشتہ انبیاء کے نشان بطور قصوں کے ہو گئے ہیں"

اور پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۱۹۱ پر لکھتے ہیں کہ:-

(۱۹) "یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آسکتا جسکو نبوت بدوں آپکے واسطے کے مل سکتی ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خدائے تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیئے مگر آپکے متبعین کامل کے لیے جو آپکے رنگ میں رنگین ہو کر آپکے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں اُن کے لیئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا - - - - - - - - البتہ آپکے بعد شریعت کوئی نئی نہیں آسکتی"

اور پانچویں جلد کے صفحہ ۱۶۶ پر لکھتے ہیں کہ:-

(۲۰) "کیا جائے تعجب نہیں کہ ایک شخص جو اسلام کا حامی ہو کر مدعی رسالت ہو اور اسلام کی صداقت کو تمام دنیا میں ثابت کر رہا ہو۔ اور تمام عقاید باطلہ کی تردید کر رہا ہو اسپر تو فتووں کا اس قدر جوش و خروش ہو کہ کھانا پینا اور سونا بھی حرام کر دیا جائے۔ اور جب ایک دوسرا شخص عیسائی مذہب کا حامی ہو کر مدعی رسالت ہو اور بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو تو اسکی مخالفت کیلئے ایک سطر بھی نہ لکھی جائے"

یہ نمونہ ہے ان حوالجات کا جن میں مولوی محمد علی صاحب نے زور سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت کے متعلق نہ صرف اپنا عقیدہ ظاہر کر چکے ہیں، بلکہ دلائل قرآن و حدیث سے اسکو بڑے زور سے ثابت کرتے رہے ذیل میں ہم ان حوالجات سے چند نتائج اخذ کرکے ناظرین کے مطالعہ کے لیئے درج کرتے ہیں۔

(۱) - ان حوالجات میں مولوی صاحب موصوف نے حضرت اقدس کو مرسل - نبی اللہ - نبی آخر زمان موعود نبی - فارسی الاصل نبی - برگزیدہ رسول - مدعی رسالت - موعود پیغمبر - مدعی نبوت - پیغمبر آخر زمان - آخری زمانہ کا مرسل - خدا کا سچا مرسل اور سچا رسول کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اور بڑے زور سے آپ کی نبوت و رسالت کو ثابت کیا ہے۔ لیکن آج آپ "مرزا صاحب" کو نبی قرار دینا اسلام کی "بیخکنی" اور ہمارے حضرت اقدس پر "بہت بڑی زد" پڑنے کا موجب قرار دیتے ہیں۔ پس یا تو مولوی صاحب ریویو آف ریلیجنز کی ایڈیٹری کے زمانہ میں اسلام کی خدمت اور اشاعت نہیں بلکہ اسکی "بیخکنی" کے درپے رہے ہیں اور تقیہ کا طریق اختیار کرکے حضرت اقدس کے پاس رہ کر آپ پر ایک لمبے عرصے تک "بہت بڑی زد" کرتے رہے ہیں یا پھر اب کسی مصلحت وقت کی وجہ سے مرتدین میں داخل ہوگئے ہیں۔ ہاں اسمیں شک نہیں ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کے متعلق خدا تعالےٰ کے نبی کا یہ مکاشفہ کہ "مولوی محمد علی صاحب کو رؤیا میں کہا آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ" دوسری صورت کی ہی تائید کرتا ہے۔

(۲) ان حوالجات میں مولوی صاحب نے حضرت اقدس کی نبوت کو متعدد قرآنی آیات سے ثابت کیا ہے لیکن اب آپ اسے "خطرناک غلطی" قرار دیتے ہیں۔ معلوم نہیں اب مولوی صاحب ان آیات کی شہادت کو کس بنا پر رد کرتے ہیں۔ بظاہر اس کی دو

ہی صورتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ اب مولویصاحب سرے سے قرآن شریف کی حقانیت کے ہی منکر ہو گئے ہوں۔ دوم یہ کہ ان آیات کو اب آپ قرآن شریف سے خارج یقین کرتے ہوں اور موجودہ قرآن کریم کو **کلام الٰہی اور مفتریات انسانی** کا مجموعہ قرار دیتے ہوں۔ نعوذ باللہ من ذالک +

(۳) ان حوالجات میں مولویصاحب نے "سچی پیشگوئیوں کی **کثرت**" اور **کثرت** سے غیب کی اطلاع " پانے کو " **انبیاء اور رسل کے لیئے مخصوص**" تسلیم کیا ہے اور اس علامت کو **مدعی نبوت** کی صداقت کے لیئے اہم اور کھلا معیار قرار دیا ہے اور آیت فلا یظہر علی غیبہ کو اسکے ثبوت میں پیش کیا ہے لیکن جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے یہی بات کہی اور اسے القول الفصل اور حقیقۃ النبوت حصہ اول میں بیان فرمایا تو اسپر مولویصاحب سخت جھنجلائے اور **کثرت** کے لفظ پر بہت تمسخر اڑایا۔ اسکی وجہ بجز اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی لخت جگر مسیح موعود کے ساتھ عداوت اور مخالفت میں حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے مولوی صاحب اب نہ صرف حضرت مسیح موعود کے دعاوی کے منکر ہو گئے ہیں بلکہ قرآن کریم پر بھی ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا ہے۔

(۴) نیز ان حوالوں میں مولویصاحب نے حضرت اقدس کی "صداقت پر شبہ" کرنے والے کو بھی خدا تعالیٰ سے جنگ کرنے والا قرار دیا ہے اور پھر یہ بھی اقرار کیا ہے کہ "یہ سلسلہ قریبًا دنیا کے ہر گوشہ میں پھیلا ہوا ہے اور ہر ایک آدمی اس سے واقف ہے" (جلد ۶ صفحہ ۱۰۵) یعنے جس نے حضرت اقدس کے دعاوی کو سچے دل سے قبول نہیں کیا وہ خواہ کسی ملک کا رہنے والا ہو۔ ایسا ہر ایک فرد خدا تعالیٰ سے جنگ کرنے والا یا بلفظ دیگر کافر ہے اور پھر حضرت اقدس کو "لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ کا مصداق" بیان کر کے ظاہر کیا ہے کہ حضرت اقدس بالکل ویسے ہی محبوب ہیں جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم محبوب ہیں اور کہ جو شخص آپ کا حقیقی محب نہیں وہ **مومن ہی نہیں** لیکن اب مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ "حضرت مرزا صاحب کے مخالفین میں سے صرف ان لوگوں پر کافر کا لفظ بولا جا سکتا ہے۔ جنہوں نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ اور پھر اسپر مدت تک ضد اور اصرار کیا"۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ "جو شخص ایک مسلمان کو کافر یعنے دائرہ اسلام سے خارج کہتا ہے بعض وقت **جہالت** سے ایسا کرتا ہے اس صورت میں وہ صرف اسے ایک بڑی غلطی کا مرتکب سمجھتا ہوں" (دیکھو پرچہ پیغام صلح۔ جلد اول نمبر ۱۰۷ صفحہ ۲- بابت ۲۴- مارچ ۱۹۱۴ء) جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص حضرت اقدس پر کفر کا فتویٰ لگائے۔ اور اس بات پر ضد اور اصرار کرے تب بھی اسپر کافر کا لفظ نہیں بولا جا سکتا۔ جب تک کہ وہ اس تکفیر اور ضد و اصرار پر **مدت تک** قایم نہ رہے پس اس صورت میں "اسپر کافر کا لفظ بولا جا سکے گا" لیکن ساتھ ہی یہ بھی شرط ہے کہ اس شخص کی نسبت یہ احتمال نہ ہو سکے کہ وہ جہالت سے ایسا کرتا ہے اور اگر اس احتمال کی گنجایش باقی ہوگی کہ وہ جہالت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے تو خواہ وہ کتنی ہی لمبی **مدت تک** حضرت اقدس کی تکفیر کرتا رہے اس شخص پر کافر کا لفظ نہیں بولا جا سکے گا۔ پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ **مدت تک** سے مولوی صاحب کی کیا مراد ہے اور کس قدر زمانہ آپکے نزدیک **مدت تک** کا مصداق کہلا سکتا ہے۔

(۵) نیز مذکورہ بالا حوالجات میں مولوی صاحب نے یہ ظاہر فرمایا ہے کہ حضرت اقدس کے دعویٰ نبوت کے ثبوت سے بڑھ کر اور کوئی ثبوت کسی نبی کی صداقت کا نہیں ہو سکتا اور اگر یہ ثبوت کافی نہیں تو پھر کسی نبی کی نبوت ثابت نہیں ہو سکے گی۔ اب مولوی صاحب حضرت اقدس کی نبوت کے عقیدہ کو "بڑی خطرناک راہ" اور "خطرناک غلطی" قرار دیتے ہیں۔ جس سے بظاہر یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ تمام انبیاء کی نبوت کے منکر ہوں گے معلوم نہیں باقی انبیاء کی نسبت مولوی صاحب کا اب کیا عقیدہ ہے +

(۶) نیز **مولوی** صاحب نے مذکورہ بالا حوالجات میں یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ آیت وآخرین منہم کی رو سے حضرت اقدس بھی **اسی طرح کے** نبی ہیں۔ جسطرح کے نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ مگر پچھلے دنوں جب تشحیذ میں حضرت اقدس کی نسبت یہ فقرہ چھپا کہ "ایسا نبی کہ جیسا محمد خدایگان" تو یہ فقرہ مولوی صاحب کو بہت ناگوار گزرا اور آپ کو اسپر پیغام میں مضمون لکھوا کر شائع کرانا پڑا۔ اور خود بھی اسکے متعلق لکھا ممکن ہے کہ ان کے نزدیک اب آیت وآخرین منہم منسوخ ہو گئی ہو۔

(۷) نیز ان حوالجات میں مولوی صاحب نے جا بجا حضرت اقدس کو **نبی آخر زمان** تسلیم کیا ہے جسکے ثبوت کے لیئے آپ نے مختلف مذاہب کی مسلمہ مذہبی کتابوں سے حوالے دیے ہیں اور نیز اس بات پر **آیت وآخرین منہم** سے استدلال کیا ہے اب معلوم نہیں ان ثبوتوں کے متعلق مولوی صاحب کا کیا خیال ہے کہ آیا اب یہ حوالے ان کتب میں سے محو ہو گئے ہیں یا کہ اب ان کی شہادت غیر معتبر ہو گئی ہے +

(۸) مولویصاحب نے مذکورہ بالا مضمونوں میں بار بار مخالفین کو حضرت اقدس کے دعویٰ کے متعلق **منہاج نبوت** کیطرف متوجہ کیا ہے۔ اور لکھ کر لکھا ہے کہ "حضرت مسیح موعود پر اگر کوئی مطالبہ ہو سکتا ہے تو منہاج نبوت کی رو سے ہی ہو سکتا ہے"۔ مگر معلوم نہیں کہ آیا اب مولوی صاحب کے نزدیک پہلے نبی بھی نبی نہیں رہے۔ جسکے باعث منہاج نبوت حضرت اقدس کے دعوے کے لیئے معیار نہیں رہا۔ یا یہ کہ خود مولویصاحب ہی اب وہ مولویصاحب نہیں رہے جو آج سے چند سال پہلے تھے۔ میں تو یہی کہوں گا کہ مولویصاحب ہی وہ مولوی صاحب نہیں رہے۔ جیسا کہ آج سے گیارہ سال پہلے حضرت اقدس کے ایک مکاشفہ نے بتا دیا تھا کہ وہ وقت آرہا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اسوقت کے مولویصاحب نہیں رہیں گے۔ اور آپ جماعت سے الگ ہو جائیں گے اور آپکے ارادوں میں فتور آجائے گا۔ جیسا کہ ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ "مولوی محمد علی صاحب کو رویا میں کہا کہ آپ بھی صالح تھے۔ اور نیک ارادہ رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ"۔

بالآخر ہم پھر ناظرین کی توجہ مولوی محمد علی صاحب کے نئے شائع کردہ عقیدہ کی طرف ... منعطف کراتے ہیں۔ جیسے آپنے ۶- اپریل ۱۹۱۵ء کے پرچہ پیغام صلح میں شائع کیا ہے یعنی یہ کہ "میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا صرف اسلام کی ہی ہتک ہی سمجھتا ہوں۔ بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے۔ اگر تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں مانتے تو میرے نزدیک یہ بڑی خطرناک راہ ہے اور تم خطرناک غلطی کے مرتکب ہوتے ہو"۔ (پیغام صلح جلد دوم نمبر ۱۱۹- بابت ۶- اپریل ۱۹۱۵ء)

اب ناظرین خود فیصلہ کر لیں کہ کیا مولوی صاحب کے ارتداد میں کوئی کسر باقی ہے +

ریویو جلد ۷ صفحہ ۲۸۲ -

گوجرانوالہ والے ہمارے مناظرین

(تیسری چٹھی)

دو چٹھیاں پہلے شائع ہو چکی ہیں تیسری چٹھی ہمارے مخبر رپورٹر کی یہ ہے

گو شمارات کو ۲½ بجے کے وقت جوالا سنگھ نے تثلیث فی التوحید و توحید فی التثلیث پر تقریر شروع کی اور بہت کچھ بیان کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دا کے معنی معادل کے ہیں اور نہ اطلت ہے اور اس سے روح پیدا ہوئی ہے اور یہ تینوں گو آپس میں یہ فرق رکھتے ہیں کہ اول واجب بالذات اور قدیم بالذات والزمان ہے لیکن دوسرے دونوں واجب بالغیر اور حادث ذاتی ہوں مگر قدیم بالزمان ہیں اور ان تینوں میں سے ہر ایک ازلی اور الٰہ ہے۔ جیسا کہ مسیح کے معجزات اور مردے زندہ کرنے سے ثابت ہے اور ان تینوں کا علیحدہ علیحدہ وجود ہے لیکن ان کا مجموعہ مرکب غیر حقیقی مثل آدمی اور پتھر کے جو اس نے بغل میں پکڑا ہوا ہو یا جیسا لشکر جو کہ حقیقی مرکب نہیں مگر ذہن میں ایک چیز خیال کیا جا سکتا ہے اسی طرح ان تینوں کا مجموعہ مرکب غیر حقیقی اور اعتباری خدا ہے پس ہر ایک ہی خدا حقیقی ہے اور مجموع مرکب غیر بھی خدائے واحد حقیقی ہے،

وا)کے ½ ۱ بجے مولانا محمد سرور شاہ صاحب نے اسپر یہ اعتراض کئے کہ اگر مرکب حقیقی ہے تب وہی اعتراض اور محالات لازم ہیں جو کہ مرکب ہونے پر خود پادری صاحب تسلیم کرتے رہے ہیں اور اگر مرکب غیر حقیقی ہے تو اسپر میرے ۵ اعتراض ہیں۔ اول یہ کہ مرکب غیر حقیقی واقعہ اور حقیقت میں موجود نہیں ہوتا بلکہ اسکا وجود اعتبار معتبر پر موقوف ہوا کرتا ہے پس لازم آیا کہ جسطرح آدمی اور پتھر کا مجموعہ یا متعدد افراد کا مجموعہ فی الحقیقت کوئی شئے واحد موجود فی الخارج نہیں بلکہ یہ وہ شئے محض اعتبار اور ذہن میں ہے اور واقعہ محض متعدد اشیاء ہیں اسیطرح ان اقانیم ثلثہ کا مجموعہ مرکب غیر حقیقی خارج میں کوئی شئے واحد موجود نہیں بلکہ محض اعتبار معتبر پر موقوف ہے پس یہی مرکب خدا ان کے اعتبار سے پہلے بھی کوئی شئے واحد نہ تھی اور بعد میں ہے تو فقط ان کے اذہان میں نہ واقعہ میں۔ دوم یہ کہ تم خدا کو واجب بالذات تسلیم کرتے ہو لیکن جن چیزوں سے یہ مرکب ہے ان میں رب واجب بالذات اور قدیم ذاتی و زمانی ہے اور دوسرے دونوں واجب بالذات نہیں بلکہ واجب بالغیر اور حادث ذاتی اور قدیم زمانی ہیں (علی تسلیمکم) پس جسطرح آدمی اور پتھر کا مجموعہ آدمی نہیں اور نہ پتھر محض اسیطرح انکا مجموعہ واجب بالذات نہیں نمبر ۳۔ یہ کہ عیسائی مذہب میں خدا کی یہ تشریح نہیں بلکہ یہ محض پادری جوالا سنگھ صاحب کا خیال ہے سو اگر مسیحیوں کے نزدیک یہی تشریح مسلم ہے تو پریزیڈنٹ صاحب اور یہاں کے پادری صاحب لکھدیں کہ پتھر اور آدمی یا لشکر کی طرح مرکب غیر حقیقی ہم خدا کو مانتے ہیں ورنہ میں یہ کہونگا کہ یہ یقین کر کے کہ مسیحی عقیدہ اسلامی مقابلہ کے میدان میں منہ دکھانے کے قابل نہیں۔ لہذا ایک غیر مسیحی عقیدہ کو برقعہ پہنا کر میدان مقابلہ میں نکالا گیا ہے۔ چہارم یہ کہ پادری صاحب نے بیان کیا تھا کہ خدا متعدد حقیقی بھی ہے اور واحد حقیقی بھی ہے لیکن اس صورت میں وہ متعدد حقیقی تو ضرور ہے لیکن واحد حقیقی ہرگز نہیں بلکہ واحد اعتباری ہے۔ پانچواں اعتراض بیان ہونے سے پہلے وقت ختم ہو گیا۔

اسپر اسنے نہایت لایعنی باتیں کیں جن سے لوگ خوب سمجھ گئے کہ یہ رہ گیا اور کسی بات کا جواب نہیں دیا۔ البتہ اس نے کچھ پردہ پوشی چاہی۔ وہ بھی میری دوسری تقریر کے ساتھ رفع ہو گئی اس کے بعد میر محمد اسحٰق صاحب نے مسیح کی الوہیت کی دلیل معجزات اور مردے زندہ کرنے کی تردید پر بڑی عمدگی سے تقریر فرمائی اور پہلے سلسلہ کلام کو بھی جاری رکھا۔ اور اسکی بھی تردید کی۔ کہ مسلمان خدا کو محب اور بندوں کو محبوب کہہ کر بندوں کو افضل قرار دیتے ہیں۔ پس ہم نے اگر بیٹا کہا تو کیا حرج ہے۔ میر صاحب کے جواب میں وہ اصل اعتراض کے جواب سے تو بالکل رہ گیا اور کچھ لایعنی سلسلہ جاری رکھا۔ پھر میر صاحب نے دو اعتراض کئے ایک یہ کہ تینوں اقنوم الوہیت میں تو شریک ہیں ان میں اگر کوئی مابہ الامتیاز ہے تو وہ اچھی وصف ہے یا بری ہے اگر کسی میں اچھی وصف ہے تو دوسرے میں وہ اچھی وصف نہ ہوئی اور وہ ناقص ہوا۔ اور اگر بری ہے تو پھر وہ ناقص اور برا ہے اور اگر مابہ الامتیاز نہیں تو پھر تعدد ندارد۔ نیز جب دو شریک ہیں تو پھر مابہ الامتیاز بھی چاہیے۔ پس ہر ایک مرکب ہوا۔ مگر ان کے جواب میں بھی بجز لایعنی باتوں کے اسنے کچھ نہ کہا۔ اسکے بعد مولوی غلام رسول صاحب نے پہلے سلسلہ کلام کو بھی جاری رکھا اور جس قدر اس نے غلط تلفظ کیا تھا وہ سب آپ نے بیان کر کے نہایت اسکو شرمندہ کیا جس کا اسکو صاف اقرار کرنا پڑا۔ ہاں اس نے حتیٰ یضیع رب الحائط قدمہ الخ کو شروع کیا تھا اور کہا کہ یہ متشابہ آیت ہے۔ تو میر اسحٰق صاحب نے کہا اگر پادری صاحب یہ آیت قرآن سے نکالدیں تو میں یکصد روپیہ دونگا۔ الغرض کہ خداوند کریم نے نہایت مبین فتح دی ہے +

(چوتھی چٹھی)

رات کو پادری لیجھمل صاحب نے تجسم الوہیت پر تقریر کی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ اسکے دو حصے ہیں۔ ضرورت تجسم اور دلیل تجسم۔ دلیل تو کوئی بیان نہیں کی۔ البتہ ضرورت بتائی کہ خدا آنکھوں سے پوشیدہ ہے اور جو چیز پوشیدہ ہو اسپر تبلیغ تلب نہیں ہو سکتا۔ اسلیئے وہ مجسم ہوا تا اسے دیکھ کر ملکا شنظر بڑھے۔

(۲) تمام دنیا گنہگار ہے اسلیئے وہ مجسم ہوا۔ تا اسکی پاکیزگی کا نمونہ انسان پکڑے۔

(۳) اسلیئے مجسم ہوا۔ تا کفارہ ہو سکے ۔

اسپر میر محمد اسحٰق صاحب کھڑے ہوئے اور یہ جرح کی۔ کہ خدا کے مجسم ہونے سے تو انکشاف نہیں بڑھ سکتا۔ کیونکہ نظر تو پھر بھی مادی جسم ہی آیا۔ اور الوہیت اسی طرح پوشیدہ رہی جسطرح پہلے زمانے میں پوشیدہ تھی اگر یہ کہو کہ افعال سے اس کی الوہیت ظاہر ہوتی تو یہ کام تو پہلے نبیوں نے بھی دکھائے دوم مسیح نے حواریوں سے کہا تم لوگ مجھ سے بڑھ کر کام دکھا سکوگے۔ پھر یہ کہ معجزے جھوٹے نبی بھی دکھا سکتے ہیں۔

دوسری بات پر یہ جرح کی کہ ہر شخص گنہگار نہیں دیکھو لوقا۔ کہ وہاں زکریا اور اسکی بیوی کو بے گناہ لکھا ہے اور نمونہ بننے کی بابت چار اعتراض کئے کہ خدا کے مجسم ہونے سے پہلے کون نمونہ تھا اور بعد والوں کے لیئے کون نمونہ ہے۔ پھر مسیح کامل نمونہ بھی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ وہ ایک شادی شدہ ایک صاحب اولاد ایک فاتح۔ ایک حاکم کے لیئے اپنے اندر کوئی نمونہ نہیں رکھتا پھر جب وہ خدا تھا تو ایک انسان کو خیال ہی نہیں آ سکتا نہ ہمت بندھتی کہ اسکو نمونہ بنائے ۔

تیسری بات پر یہ جرح کی کہ صلیب کے دکھوں کو جسم کے ذریعہ الوہیت نے محسوس کیا یا انسانی روح نے۔ اگر انسانی روح نے تو پھر خدا کے مجسم ہونے کی ضرورت نہ تھی۔ ایک انسان ہمارے لیئے قربان ہوا۔ نہ اکلوتا بیٹا۔ اگر الوہیت نے دکھ محسوس کیا تو یہ اسکے لیئے نقص ہے اور پھر انسانیت اور الوہیت میں مابہ الامتیاز نہیں رہتا۔

پادری صاحب نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ مسیح کے لئے ازلی کا لفظ آیا ہے اور ازلی خدا کے سوا کوئی نہیں ہوتا۔ اسپر میر صاحب نے یہ جرح کی کہ عبرانیوں ۷ باب میں ملک صدق سالم کے لئے آیا ہے کہ نہ اسکی عمر کا شروع نہ اسکی عمر کا آخر نہ اسکا کوئی نسب نامہ ہے۔ اور وہ ابن اللہ کے مشابہ ہے۔ پس اگر ازلی ہونے کی وجہ سے کوئی خدا ہو سکتا ہے تو ملک صدق بھی خدا ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ مسیح گناہ سے پاک ہے۔ تو خود مسیح کا قول اس کی تردید میں ہے۔ دیکھو متی۔ ان باتوں کا پادری صاحب سے کچھ جواب بن نہ آیا +

پانچویں چٹھی

رات کے ۸½ بجے پادری گارڈن صاحب نے نجات پر تقریر کی جسکا خلاصہ یہ تھا کہ نجات سے دائمی زندگی ہے اور یہ کوئی مذہب وغیرہ سے حاصل نہیں کر سکتا بلکہ اسکے دینے کے لئے مسیح آیا اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ مسیح نے فلاں مردہ کو زندہ کیا۔ مسیح نے کہا میں نور ہوں۔ تو فلاں اندھے کو تندرست کیا۔ مسیح نے کہا کہ میں گناہ معاف کر سکتا ہوں۔ تو اسنے فلاں بیمار کے گناہ معاف کیے۔ جب کہا گیا کہ کیا کفر بکتا ہے تب اس نے کہا کہ گناہ معاف کرنا مشکل ہے یا یہ کہ بیمار (مریض) اپنی چارپائی اٹھا کر چلا جائے تو وہ اچھا ہو گیا۔ اور اپنی چارپائی اٹھا کر خود لے گیا۔ اسکے سوا کچھ اور باتیں بھی کیں لیکن دلیل نہ تھی۔ گو اصل مضمون تو بالکل نکما تھا لیکن بڑا کمال جسپر سب طبائع عش عش کر رہی تھیں اور ہندو مسلمانوں نے بڑے زور سے اسکی تحسین اور شکریہ ادا کیا۔ وہ یہ تھی کہ اس قدر صاف اور فصیح و بلیغ پنجابی زبان میں وہ بولا ہے کہ ہمارے خیال میں کوئی پنجابی نژاد بھی نہیں بول سکتا۔ یہاں تک کہ اسکے حرکات وغیرہ سب خصوصیات پنجابی تھے۔

دوسرے روز صبح میر اسحاق صاحب اٹھے اور آپنے اصل لیکچر کا خلاصہ بیان کیا اور اسپر یہ اعتراض کیے کہ جو دعوے کے دلائل پادری صاحب نے بیان کیے ہیں کہ مردہ زندہ کیا وغیرہ یہ دلائل نہیں۔ کیونکہ خود مسیح نے انجیل میں لکھا ہے کہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی بھی معجزات دکھائیں گے۔ اور شاگردوں کو کہا تم مجھسے بھی بڑے بڑے کام کرو گے وغیرہ۔ میں معلوم ہوا کہ معجزات نہ الوہیت کی دلیل ہیں اور نہ زندگی بخش اور نجات بخش وغیرہ ہونے کے۔ نیز اگر یہ معجزات دلیل ہیں تو پھر ہندو اور سکھوں وغیرہ کے معجزات بھی دلیل ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات بھی دلیل ہیں۔ نیز میر صاحب نے کل بھی دریافت کیا تھا کہ بے گناہ ہونا اگر خدائی کی دلیل ہے۔ تو زکریا کاہن اور اسکی بی بی بھی بے گناہ تھے (اسکا جواب بھی ضرور دیں۔ مگر پادری جوالا سنگھ صاحب لایعنی باتیں کر کے وقت ضائع کرتا رہا جس سے لوگوں پر بخوبی یہ بات کھل گئی کہ پادری بالکل جواب سے عاجز ہے یہانتک کہ فضل الٰہی بھی بار بار کہتا تھا کہ بالکل پادری رہ گیا ہے +

چھٹی چٹھی

رات کو کفارہ پر پادری علی بخش صاحب کا لکچر تھا جس میں انہوں نے کفارہ کی دو دلیلیں دی تھیں ایک یہ کہ ہماری کتاب مقدس میں لکھا ہے دوم یہ کہ مشاہدہ بتاتا ہے کہ ایک شخص کی نیکی سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اسپر صبح میر محمد اسحٰق صاحب نے یہ جرح کی کہ دلیل نقلی تو صرف عیسائیوں کے لیے حجت ہے۔ اور یہ کہنا کہ ایک شخص کی نیکی سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ درست ہے مگر اس فائدہ پہنچنے کے طریقے مقرر ہیں۔ مثلاً ایک ڈاکٹر علاج کرے زید کا۔ تو اس ڈاکٹر کے کام سے زید کو فائدہ پہنچیگا۔ لیکن کیا اگر ڈاکٹر خود دوائی استعمال کرے تو اس سے بیمار کو فائدہ پہنچیگا پس یہ فائدہ پہنچنا قوانین کے ماتحت ہے۔ اور کفارہ ان قوانین کے ماتحت نہیں آتا کیونکہ ایک کا مر جانا دوسرے کے گناہوں پر کوئی اثر نہیں ڈالتا۔ پھر اگر یہ قانون ہے تو قضیہ شخصیہ ہوا نہ کہ قانون پھر اس لیکچر پر بہت سے اعتراض ہیں :-

(۱) یہ کہنا کہ باپ کے گناہ کی وجہ سے بیٹا گنہگار ہے۔ اول تو خدا کے عدل کے خلاف ہے دوم عقل کے خلاف ہے۔ سوم بائبل کے خلاف ہے جہاں یہ آتا ہے کہ باپ اگر کھٹے انگور کھائے تو بیٹے کے دانت کھٹے نہیں ہوتے اور یہ کہ شریر کی شرارت اسی پر ہوگی۔ نہ کہ کسی اور پر +

(۲) یہ کہنا کہ جو آدم کی نسل سے نہیں وہ گنہگار نہیں غلط ہے کیونکہ شیطان بھی آدم کی نسل سے نہیں۔ سانپ بھی نہیں اور یہ دونو گنہگار ہیں پھر آدم نے کیوں گناہ کیا وہ تو کسی کا بیٹا نہیں تھا۔ اگر وہ باوجود کسی کا بیٹا نہ ہونے کے گنہگار ہو سکتا ہے تو مسیح کے متعلق یہ کہنا کہ چونکہ وہ کسی کا بیٹا نہیں تھا اسلئے گناہ سے پاک رہا بالکل غلط ٹھیرا۔ اس قسم کی طول طویل جرح تھی جس کا جواب پادری صاحب سے کچھ بن نہ آیا +

تازہ خبریں

سرزمین گیلی پولی پر تجارتی سپاہ

لندن ۲۶ اپریل۔ کل دردانیال پر بحری اور بری طاقت کے ذریعہ سے پھر حملہ کی کارروائی شروع کیگئی فوج اتارنے کی کارروائی بیڑہ کے جہازوں کی آڑ میں گیلی پولی کے مختلف مقامات پر طلوع آفتاب سے پیشتر شروع ہوئی اور غنیم کی شدید مزاحمت کے باوجود جو خاردار جنگلوں سے محفوظ خندقوں میں مورچہ زن تھا خشکی پر اترنے کی کارروائی کامیابی کے ساتھ عمل میں آئی۔ رات ہونے سے پیشتر کنارے پر سپاہ کی عظیم جمعیت اتر گئی اور اترنے کی کارروائی اور پیش قدمی ہنوز جاری ہے +

روسی بیڑے کی سرگرمی

بحیرہ اسود کے روسی بیڑے نے باسفورس کے قلعون اور باٹریوں پر کامیابی سے گولہ باری کی اور قلعوں میں بڑے بڑے دھماکے دیکھے گئے اور آبنائے میں ترکی جنگی جہازوں پر گولہ باری کر کے انہیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا گیا۔ جنگی جہاز طرغوت نے جواب دیا مگر بے سود۔ غنیم کی تارپیڈو کشتیاں آگے بڑھیں مگر ہمارے جنگی جہازوں نے انہیں بہت جلد پیچھے ہٹا دیا +

تسخیر کیلے کا خواب

معلوم ہوتا ہے کہ جرمن پھر کیلے کی اصل تجویز پر جسے انہوں نے موسم سرما کی وجہ سے ملتوی کر دیا تھا عمل پیرا ہونے والے ہیں اور عام طور پر یقین کیا جاتا ہے کہ وہ کیلے تک پہنچنے کے لیے ایک مرتبہ پھر کوشش کرنا چاہتے ہیں +

کارپیتھین کی جنگ

کارپیتھین میں بدستور لڑائی جاری ہے۔ اور فریقین کی حالت میں چنداں اہم تغیر واقع نہیں ہوا۔ گو روسیوں نے دوزوک سے دو میل فاصلہ پر بعض اہم گھاٹیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ پیٹروگراڈ سے اطلاع پہنچی ہے کہ جرمن آسٹریا کو بھاری کمک بھیج رہے ہیں۔

پیپرز کے گرد و نواح میں جنگ
سر جان فرنچ کی رپورٹ

لندن ۲۷ اپریل۔ جرمنوں نے کل بھی پیپرز کے مشرقی بازو پر حملے کیے۔ مگر ان کی زہریلی گاسوں کے باوجود ہم نے انہیں پسپا کر دیا۔ اور کئی جرمن افسر اور سپاہی گرفتار کر لیے گئے +

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح الثانی والمہدی مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

قوم کی یہ ذلت دیکھ کر چاہا کہ انھیں آزاد کروائے تاکہ ان میں حکومت کرنے کی طاقت پیدا ہو کیونکہ جو قومیں مدتوں کسی کے ماتحت رہتی ہیں وہ بزدل اور ڈرپوک ہو جاتی ہیں حضرت موسیٰ نے ان کو آزاد کروایا۔ اور ان کو کھانے کے لئے من وسلویٰ دیا۔ اور ان کے لئے یہ بھی حکم تھا کہ شکار کر کے کھاؤ اور کوئی کام کاج نہ کرو۔ اس کی غرض یہ تھی کہ ان میں جرأت پیدا ہو اور جو بزدلی اُن میں پیدا ہو گئی ہے وہ جاتی رہے لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ اتنا بڑا میدان پڑا ہے ہمیں بادشاہت کیا کرنی ہے ہمیں یہاں ہی زراعت کرنے کی اجازت ملجائے تو غنیمت ہے۔ شکار کر کے کھانا اور بیکار رہنا مہذب لوگوں کے لئے جائز نہیں چونکہ انھیں اپنا مطلب موسیٰ علیہ السلام سے لینا تھا۔ کہ زراعت کی اجازت ملجائے اس لئے انھوں نے اس طرح کہا کہ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ حضور آپ اپنے رب سے ہمارے لئے یہ اجازت لے دیں گویا موسیٰ علیہ السلام کا تعلق انھوں نے خدا تعالےٰ سے ظاہر کیا ہے اور خوشامد کے رنگ میں کیا ہے لوگوں کا خیال ہے کہ انھوں نے ناراض ہو کر ایسا کہا ہے لیکن یہ درست نہیں بلکہ موسیٰ علیہ السلام کو بنانے کے لئے اس طرح کہا گیا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعونیوں کے قبضے سے اپنی قوم کو نکال منزل بمنزل شام کیطرف آرہے تھے تاکہ اس کو فتح کریں اور اس کی فتح کا خدا تعالیٰ کا آپ سے وعدہ تھا راستے میں ایک منزل پر جو ٹھہرے تو وہاں پانی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذِ اسْتَسْقٰى موسیٰ کہ جب پانی نہ ملا تو موسےٰ نے دُعا کی ہم نے کہا کہ فلاں پتھر پر اپنا عصا مارو۔ تم کو پانی ملجائیگا اس پتھر پر لوگوں نے بڑی بڑی بحثیں کی ہیں اور عجیب عجیب رنگ میں اپنے خیالات کی تائید کے دلائل دیئے ہیں بعض کہتے ہیں کہ ایک چھوٹا سا پتھر تھا اور اس کو موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھ رکھتے تھے جب کبھی ضرورت پڑتی تھی سوٹا مار کر اس سے پانی نکال لیتے تھے گویا کہ انکے ساتھ ہی ہر وقت چشمہ جاری رہتا تھا۔ پھر سوٹے کی جو شامت آئی تو اُسپر خیال آفرینیاں شروع ہوئیں چونکہ اصل مطلب سے یہ لوگ بیگانہ تھے اس لئے اس طرف تو کسی نے توجہ نہ کی۔ اور اپنے خیالات اور قیاسات کی پیروی کرنے لگ گئے اصل مطلب تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو بنی اسرائیل پر انعام کئے تھے ان کا ذکر فرما کر لوگوں کو آگاہ کیا کہ جب تک کوئی نیک رہتا ہے اس وقت تک ہم اپنی طرف سے کبھی کسی سے قطع تعلق نہیں کرتے دیکھو ہمارے انعامات کے مقابلے میں بنی اسرائیل نے کیا کیا شرارتیں کیں لیکن پھر بھی ہم ان پر احسان اور انعام ہی کرتے رہے ہم مسلمانوں سے بھی اپنے انعام نہیں ہٹائینگے بشرطیکہ وہ نیک رہیں اس لئے مسلمانوں کو ان باتوں سے سبق حاصل کر کے ہمارے احسانات کی قدر کرنی چاہیئے تو بجائے اس کے کہ مسلمان اس طرف جاتے انھوں نے یہ بحث شروع کر دی کہ عصا کس لکڑی کا تھا کتنا لمبا تھا دو پھانکیں تھیں یا ایک۔ آیا وہی عصا تھا جو دریا پر مارا تھا یا وہ تھا جو آدم علیہ السلام بہشت سے ٹیک لگانے کے لئے لے آئے تھے۔ غرضکہ جو کچھ کسی کے دل میں سمایا وہی اس نے کہدیا۔ ایک نے آم کی لکڑی کا کہا تو دوسرے نے شہتوت۔ اور تیسرے نے کیکر کی لکڑی کا کہدیا۔ ابھی یہ خوش قسمتی ہے کہ مفسر تھوڑے ہیں ورنہ لکڑیاں تو ہزاروں قسم کی تھیں اس لئے ہر ایک کے لئے لکڑی پسند کرنے کا میدان بہت وسیع تھا۔ اگر یہ لوگ قرآن شریف کے الفاظ کو سامنے رکھ کر تشریح کرتے تو انھیں اسقدر خیالات کے ناپیدا کنار سمندر میں ہاتھ پاؤں نہ مارنے پڑتے۔ قرآن شریف نے ہمیں نہ یہ بتایا ہے کہ عصا اتنا لمبا تھا نہ یہ کہ فلاں لکڑی کا تھا۔ اور نہ ہی پتھر کے متعلق کچھ کہا ہے کہ وہ ساتھ لئے پھرتے تھے یا کیا کرتے تھے اور ان باتوں کے بتانے کی ضرورت ہی کیا تھی یہ لغو اور غیر متعلق باتیں ہیں اور قرآن شریف وہی باتیں بیان کرتا ہے جو کہ فائدہ مند ہوں اس لئے ان باتوں کا بیان کرنا ضروری نہ تھا۔ مفسرین صاحبان کو بھی چاہیئے تھا کہ وہ تفسیر میں وہی باتیں درج کرتے جو فائدہ مند ہوتیں۔ لکڑیوں اور پتھروں کی بحث تو نجار یا سنگ فروش کی دُکان پر ہونی چاہیئے نہ کہ تفسیروں میں** قرآن شریف کے الفاظ کو اگر پیش نظر رکھا جائے تو کوئی جھگڑا پیش نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ موسیٰ نے پانی مانگا ہم نے حکم دیا کہ فلانے پتھر پر اپنے عصا کو مارو پانی نکل آئے گا۔ یہ ایک عام واقع ہے کئی جگہ پہاڑوں میں پتھروں کے نیچے سے پانی نکلکر بہتا ہے اور اکثر جگہ پہاڑوں میں پتھروں کے نیچے پانی ہوتا ہے کشمیر میں ریل لیجانے کی تجویز تھی کہ انجینیروں نے کہا کہ اگر ویرناگ چشمے کے پاس ٹنل بنائے گئے تو اتنا پانی نکلے گا کہ تمام کشمیر جھیل بنجائے گا جیسا کہ پہلے کسی زمانے میں تھا اسی طرح بعض پہاڑ بظاہر بڑے خشک دکھائی دیتے ہیں لیکن اُن کے اندر بڑا پانی ہوتا ہے جدے کے چند منزل پرے کچھ ٹیلے بہت ہی خشک ہیں لیکن انجینیروں نے ان کا معائنہ کر کے کہا کہ انکے اندر اتنا پانی ہے کہ اگر وہ نکالا جائے تو حجاج کے لئے کافی پانی نکل سکتا ہے پانی نکالنے کی تجویز ہو بھی گئی تھی لیکن عربوں کی مخالفت کی وجہ سے کہ عیسائی کافر یہ کام کرنے لگے ہیں رُک گئی۔ تو جب خشک پہاڑیوں میں پانی موجود ہوتا ہے تو جو تر ہوتی ہیں انکی سیر کرنے والے خوب جانتے ہیں کہ زور سے سوٹی گاڑنے سے یا بعض دفعہ پتھر اُٹھانے سے پانی نکل آتا ہے خصوصاً جہاں چشمے قریب ہوں وہاں تو بہت ہی جلدی پانی نکل آتا ہے اس طرح پانی کا نکلنا کوئی بڑی بات نہیں اور نہ ہی یہ خلاف سنت اللہ ہے کہ اسپر کوئی اعتراض وارد ہو سکے میں نے دیکھا ہے کہ ایک پانی کے چشمے سے سترہ سترہ مُنہ پھوٹتے ہیں تو بارہ مُنہ کا ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ اب سوال ہوتا ہے کہ اگر یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں تو قرآن شریف میں اس کا کیوں ذکر آیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن شریف میں تو اللہ تعالےٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم نے کھانا پینا۔ کپڑے اور دیگر چیزیں دیں۔ یہ کونسی اچنبھے کی باتیں ہیں یہ تو اللہ تعالےٰ اپنے انعام جتلاتا ہے اسی

** ایسی باتوں کا ذکر کیا جاتا۔

طرح خزانے وقت پانی کے غیر متوقع صورت میں ملجانے سے بڑا اور کیا انعام ہوسکتا ہے۔ یہاں اسی انعام کا ذکر خدا تعالیٰ نے کیا ہے۔ کہ موسیٰ کو جب پانی کی ضرورت ہوئی۔ تو ہم نے اس طرح اس کو دیا۔ پھر بیشک پہاڑوں کے نیچے پانی ہوتا ہے۔ جو کھودنے سے نکل آتا ہے۔ اور بعض دفعہ پتھر ہٹانے سے بھی بہ پڑتا ہے لیکن ایسا ہر جگہ نہیں ہوتا۔ کسی جگہ تو پانی اسقدر قریب ہوتا ہے کہ سوٹی کی نوک سے نکل آتا ہے۔ اور کسی جگہ اتنا دور ہوتا ہے کہ بہت گہرا کھودنے سے بھی نہیں نکلتا تو موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا یہ انعام ہوا کہ ان کو الہام کے ذریعے بتا دیا گیا۔ کہ فلاں جگہ عصا مارو۔ تب پانی نکل آئے گا۔ کسی کی کیا طاقت ہے کہ اس طرح فوراً ایک جگہ عصا مار کر پانی نکال لے۔ پس یہی خصوصیت تھی۔ کہ رویا کے ذریعہ حضرت موسیٰ کو وہ جگہ بتائی گئی۔ جہاں پانی بہت قریب تھا۔ توریت خروج باب ۱۷ میں اس کا ذکر یوں ہے:۔

"تب سارے بنی اسرائیل کی جماعت نے اپنے سفروں میں خداوند کے فرمان کے مطابق سین کے بیابان سے کوچ کیا۔ اور رفیدیم میں ڈیرا کیا وہاں لوگوں کے پینے کو پانی نہ تھا۔ سو لوگ موسیٰ سے جھگڑنے لگے اور کہا کہ ہم کو پانی دے کہ پیویں۔ موسیٰ نے انھیں کہا تم مجھ سے کیوں جھگڑتے ہو؟ اور خداوند کا کیوں امتحان کرتے ہو؟ اور وہ لوگ وہاں پانی کے پیاسے تھے۔ سو لوگ موسیٰ پر جھنجھلائے اور کہا کہ تو ہمیں مصر سے کیوں نکال لایا۔ کہ ہمیں اور ہمارے لڑکوں اور ہماری مواشی کو پیاس سے ہلاک کرے؟ موسیٰ نے خداوند سے فریاد کر کے کہا کہ میں ان لوگوں سے کیا کروں؟ وہ سب تو ابھی مجھے سنگسار کرنے کو تیار ہیں۔ خداوند نے موسیٰ کو فرمایا کہ لوگوں کے آگے جا اور بنی اسرائیل کے بزرگوں کو اپنے ساتھ لے اور اپنا عصا جو تو نے دریا پر مارا تھا اپنے ہاتھ میں لے اور جا۔ دیکھ کہ میں وہاں حورب کی چٹان پر تیرے آگے کھڑا ہونگا۔ تو اس چٹان کو مار یو۔ اس سے پانی نکلے گا تاکہ لوگ پیویں۔ چنانچہ موسیٰ نے بنی اسرائیل کے بزرگوں کے سامنے یہی کیا۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کا خاص معجزہ ہے۔

لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اثنتا عشرۃ عینا کیوں ہوا۔ بعض نے اسکی یہ وجہ لکھی ہے۔ کہ ان میں آپس میں نااتفاقی تھی۔ اس لئے انکے لئے الگ الگ چشمے پھوٹے۔ لیکن لڑائی کا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی یہ کوئی ایسی بات ہے کہ جسکو اسقدر اہمیت دیجائے۔ میرے نزدیک اس کا حل سٹیشنوں پر نلکے دیکھ کر آسانی سے ہوجاتا ہے۔ جہاں ایک ایک نلکے میں کئی کئی ٹونٹیاں لگی ہوتی ہیں جن کی غرض یہ ہوتی ہے کہ چونکہ مسافر بہت ہوتے ہیں۔ اگر وہ سارے ایک جگہ سے ہی پانی پینے لگیں۔ تو بہت دیر لگے۔ اس لئے بہت سی پانی پینے کی جگہیں بنا دیجاتی ہیں۔ اسی سبب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لئے جو کہ بہت سے آدمی تھے بارہ چشمے پھوٹے۔ تاکہ جلدی پانی پی کر اپنی پیاس بجھالیں۔

قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ ؕ

اس نے کہا کیا تم بدل لیتے ہو اس چیز کو جو ادنیٰ ہے اس چیز سے جو بہتر ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے ملکوں کی فتوحات دینی تھیں لیکن تم نے کہا کہ یہی زمین ہم کو ملجائے۔ اس لئے ہم نے کہا کہ کیا تم ادنیٰ کو اعلیٰ سے بدلتے ہو اس کے یہ معنے نہیں کہ ساگ۔ ککڑی۔ گیہوں۔ مسور۔ اور پیاز ادنیٰ چیزیں ہیں اگر ایسا ہوتا۔ تو مسلمانوں کو ان کے کھانے سے منع کیا جاتا۔ لیکن برخلاف اسکے خدا تعالیٰ نے ان چیزوں کو دوسری جگہ پر احسان کے طور پر بیان فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ ہم نے انعام کے طور پر سبزیوں اور ترکاریوں کو تمہارے لئے اگایا ہے۔ پس اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ زمینداری چاہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے انھیں ملک کے فاتح بنانا تھا۔ یہی ان کا اعلیٰ سے ادنیٰ کا تبادلہ تھا۔ اس پر ایک اعتراض ہوسکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر ان کو بادشاہت اور ملک ہی ملنا تھا۔ تو یہ ان کے پاس اسجگہ بھی تھا۔ وہاں جاکر جنگ اور لڑائی کے بعد ملک لیتے۔ اور یہاں ان کو مفت میں مل گیا تھا۔ پھر یہ ادنیٰ کس طرح تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ملک جو انھیں ملنا تھا اس کی کئی ایک خصوصیات تھیں (۱) حضرت ابراہیم۔ حضرت اسحٰق۔ حضرت موسیٰ اور حضرت یعقوب علیہم السلام سے اس ملک کے متعلق وعدے تھے اور پیشگوئی تھی کہ شام کی بستیوں کو اقتدار سوخ ہوگا۔ کہ سب دنیا سے فضیلت حاصل ہوگی۔ تو یہ وعدے اس جنگل سے نہ تھے (۲) جب یہ لوگ اس ملک کے بادشاہ ہوتے تو یہ جنگل خود بخود ہی ان کے قبضہ میں آجاتا۔

اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ

اترو کسی شہر میں پس تحقیق تمہارے لئے ہے جو تم نے مانگا۔ اور لگائی گئی انپر

الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ

ذلت اور مسکنت اور لوٹے اللہ کا غضب لے کر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے حکم دیا کہ شہر میں چلے جاؤ۔ جو کچھ تم نے مانگا ہے۔ وہاں ملجائے گا۔ مگر وہ عزت جو ہم تمھیں دینا چاہتے تھے۔ وہ نہیں ملیگی آخر یہ انھیں جنگلوں میں پھرتے رہے۔ حضرت موسیٰ اور ہارون نے وہیں وفات پائی۔ اور بنی اسرائیل ذلت اور مسکینی اور خدا کے غضب کے مورد ہو کر وہاں سے پھرے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ

یہ اس لئے کہ وہ کفر کرتے اللہ کے نشانوں کے ساتھ اور قتل کرتے

اَلنَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ

نبیوں کو ناحق

خدا تعالیٰ فرماتا ہے یہ کوئی ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا۔ چونکہ انھیں اس پیشگوئی پر کہ تمھیں ملک ملے گا۔ یقین نہ تھا۔ اس لئے ان کو ذلت نصیب ہوئی۔ اور چونکہ یہ لوگ نبیوں کا ناجائز مقابلہ کرتے یا انھیں قتل کرنے کے سامان مہیا کرتے تھے اس لئے ذلیل ہو گئے +

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝

یہ اس لئے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور زیادتی کرتے تھے

یہ انھوں نے کیوں کیا۔ اس لئے کہ نافرمان اور حد سے گذری ہوئی قوم تھی۔ گنہگار لوگ انبیاء کی اطاعت نہیں کرتے بلکہ انکی باتوں کا مقابلہ کرتے ہیں اس لئے انھیں نبی کی بات پر یقین بھی نہیں ہوتا۔ بنی اسرائیل کو کہا گیا تھا کہ تمہیں ملک ملے گا۔ انھوں نے خیال کیا کہ ملک کہاں مل سکتا ہے۔ یہ یونہی باتیں ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ واقع میں ان کو ملک نہ ملا۔ اور وہ تباہ ہو گئے

سورہ بقرہ رکوع ہشتم

۸۔ اگست ۱۹۱۴ء

قرآن شریف کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی عظیم الشان خصوصیت ہے کہ جہاں کوئی ایسی بات بیان فرماتا ہے۔ جس میں کسی عذاب مصیبت اور ابتلا کی طرف اشارہ ہوتا ہے وہاں ساتھ ہی رحم کا بھی ذکر کر دیتا ہے یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جو دنیا کی اور کسی الہامی کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ دوسری کتابوں کو پڑھ کر دیکھ لو۔ جہاں غضب کی تعلیم ہے۔ وہاں غضب ہی غضب کا ذکر ہے کہ تباہ ہو جاؤ گے۔ ہلاک ہو جاؤ گے۔ مٹ جاؤ گے۔ معدوم ہو جاؤ گے وغیرہ وغیرہ ایسی جگہ ان کتابوں میں ایک فقرہ اور ایک جملہ بھی رحم کے متعلق نہیں پایا جاتا۔ میں نے انجیل اور توریت کو بہت دفعہ پڑھا ہے جس سے مجھے یہی معلوم ہوا ہے کہ اگر غضب کا بیان شروع ہوا ہے۔ تو صرف غضب ہی بیان کر دیا ہے اور اگر پیار اور رحم کی تعلیم شروع ہوئی ہے تو بس یہی چلی گئی ہے۔ اسمیں عدل کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔ اور ایسا نہیں ہے۔ کہ جہاں غضب کی طرف اشارہ ہو وہاں اس سے بچنے کے لئے کوئی تدبیر بھی بیان کر دیگئی ہو۔ اور جہاں رحم کا بیان ہو۔ وہاں اس کے استعمال کے طریق بھی بتائے گئے ہوں۔ یہ صرف قرآن شریف میں ہی خصوصیت ہے کہ جہاں کسی قوم پر غضب نازل ہونے کے متعلق فرمایا ہے۔ وہیں غضب سے بچنے کی ترکیب بھی بتا دی ہے۔ اور جس جگہ رحم کی تعلیم دیتا ہے۔ اس جگہ اسکی ذمہ واریاں اور فرائض سے بھی آگاہ فرما دیتا ہے۔ اس سے پچھلے رکوع میں خدا تعالیٰ نے یہود کو بڑے زور سے ملامت کی تھی کہ ہم نے تم پر انعام کئے پھر تم بدمعاش ہو گئے۔ پھر رحم کیا۔ پھر تم ایسے ہی ہو گئے اسی طرح بار بار ہم نے رحم کیا لیکن تمنے اسکی کوئی قدر نہ کی کیا اب بھی تم اس قابل نہیں ہو کہ تم سے قطع تعلق کیا جائے۔ ہم نے تو اپنے وعدے کو پورا کیا لیکن تم نے نہ کیا۔ اس لئے اب تم نہیں کہہ سکتے۔ کہ دوسری قوم سے کیوں اب نبی بھیجا گیا ہے۔ اب تمہارا کوئی حق نہیں رہا۔ کیا تمہیں لا ینال عھدی الظٰلمین یاد نہیں کہ ہمارا تعلق ظالموں سے نہیں ہوا کرتا۔ پس اب ہم تم سے انبیا کے بھیجنے کا تعلق قطع کرتے ہیں +

ان وعیدوں کو سنکر انکی ہر ایک قسم کی امیدیں بالکل منقطع ہو چکی تھیں اور اب ان کے لئے کوئی صورت قرب الٰہی حاصل کرنے کی نہ تھی۔ اور چونکہ انکی ناامیدی درجہ کمال کو پہنچ چکی تھی۔ اس لئے ساتھ ہی فرما دیا +

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِئِيْنَ

تحقیق جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جو لوگ یہودی ہیں اور نصاریٰ اور صابی

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ

جو کوئی ایمان لائے اللہ اور روز آخرت کے ساتھ اور عمل صالح کرے تو تحقیق

اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

انکے لئے ہے اجر انکے پروردگار کے پاس اور نہیں کچھ خوف ان پر اور نہ

يَحْزَنُوْنَ ۝

وہ غم کھائیں گے

کہ یہ جو ہم نے تم میں سے نبی نہیں بھیجا اور تمہاری نسبت کہا ہے کہ تم مغضوب ہو گئے ہو۔ ہلاک اور تباہ ہو جاؤ گے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اب ہمارا تم سے کسی قسم کا تعلق نہیں رہا۔ یا تم ایسے بدکار ہو گئے ہو کہ تمہاری توبہ بھی قبول نہیں ہو سکتی بلکہ اب بھی وہ لوگ جو نام کے مسلمان تو کہلاتے ہیں اور عمل اچھے نہیں کرتے اور وہ جو یہودی ہوں۔ اور وہ جو عیسائی ہوں۔ اور وہ جو صابی یعنی ستارہ پرست ہوں (فلاسفروں کا گروہ) مشرک وغیرہ۔ غرضکہ کسی قوم یا کسی مذہب کے ہوں ان میں سے جو بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے اور ایسا ایمان لائے کہ عمل بھی نیک کرے۔ ایسے لوگوں کے لئے ان کے رب کے نزدیک بڑے اجر ہیں۔ اور ان کو جو یہ خوف و حزن دلایا گیا ہے کہ تم تباہ و ذلیل ہو جاؤ گے۔ جب یہ اسلام میں داخل ہو جائینگے۔ تو سب دور ہو جائیگا۔ یہاں اللہ تعالےٰ نے تین باتیں بیان فرمائی ہیں (۱) مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ (۲)

(۲) وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ- (۳) وَعَمِلَ صَالِحًا- اس سے لوگوں کو یہ دھوکا لگا ہے کہ بات عام کر دیگئی ہے۔ یعنی خواہ کوئی کسی مذہب کا ہو۔ اللہ پر ایمان لانے اور اچھے کام کرنے سے اللہ اسے اجر دے گا +

ڈاکٹر عبدالحکیم اور اس کے ہم خیال لوگوں کو بھی یہی دھوکا لگا ہے۔ کہ جس نے اللہ کو مانا۔ اور خیرات وغیرہ کی۔ بس اس کے لئے یہی کافی ہے۔ حالانکہ عمل صالح کے یہ معنی نہیں ہیں۔ قرآن شریف کی اصطلاح میں عمل صالح ان اعمال کا نام ہے جو کہ قرآن کے احکام کے ماتحت ہوں۔ اور جو اس کے خلاف ہوں۔ وہ عمل صالح نہیں کہلا سکتے۔ تو عمل صالح کے یہ معنی ہیں۔ کہ اسلام کے بتائے ہوئے احکام پر چلنا۔ صلح کا لفظ کبھی بُرے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الصلح خیر۔ تو جو الفاظ بھی اس مادہ سے نکلتے ہیں۔ وہ خیر کے معنوں میں ہی استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً صالح۔ صلح۔ صلاحیت وغیرہ۔ تو ایسا انسان جو خدا تعالیٰ کے نبی کا انکار کرتا ہے۔ وہ عمل صالح میں کہاں شامل ہو سکتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خیر کے معنے اسلام فرمائے ہیں۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ ولو امن اھل الکتب لکان خیرا لھم۔ آل عمران ع۱۲ کہ اگر اہل کتاب ایمان لاتے۔ تو ان کے لئے خیر ہوتا۔ تو عمل صالح کے یہ معنی ہیں۔ کہ انسان اسلام کے احکام پر چلے۔ یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی خدا تعالیٰ کے احکام کے تو خلاف کرے۔ اور کچھ صدقہ یا خیرات کر دے تو کسی سزا کا مستوجب نہ ہو۔ اگر عمل کی یہ تعریف کی جائے تو پھر تو دُنیا میں کوئی بھی بد اعمال انسان نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ ہر ایک انسان کوئی نہ کوئی اچھا کام کرتا ہی ہے۔ ڈاکو اور چور بھی امیروں سے چھین کر مال کو غرباء میں تقسیم کر دیتے ہیں اس لئے کوئی ایسا انسان جو ان معنوں میں عمل صالح نہ کرے۔ ہرگز نہیں مل سکتا۔ تو سب کے سب لوگ ہی نجات یافتہ سمجھنے چاہئیں۔ جو کہ بالکل خلاف عقل اور خلاف سمجھ بات ہے +

اس آیت کے معنی اللہ تعالیٰ نے شروع میں فرما دیئے ہوئے ہیں۔ کہ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ- وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ یہ متقی اور نجات پانے والے لوگوں کی تعریف فرمائی ہے۔ کہ وہ لوگ متقی ہوتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ سے ایمان لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اور پھر یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اسی طرح یوم آخرت سے مُراد اللہ تعالیٰ۔ فرشتوں اور جو کچھ قرآن شریف میں بیان کیا گیا ہے اس پر ایمان لانا ہے۔ تو عمل صالح قرآن شریف کی تعلیم پر عمل کرنے کا نام ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آگے جو وعدہ ہے۔ کہ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ یہ دوسرے لوگوں کے شامل حال نہیں رہا۔ یہاں اللہ تعالیٰ تو وعدہ فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے پاس سے اجر ملے گا۔ اور اُن کے خوف و حزن دُور کئے جائینگے۔ اور وہ تباہ ہلاک نہیں ہونگے۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں جو قومیں تھیں۔ وہی ہلاک ہوئیں۔ اور مسلمان کامیاب اور بامراد ہوئے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ وعدہ صرف مسلمانوں سے ہے۔ اور ان لوگوں سے جو کہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ اور اسلام کی تمام تعلیم پر عمل پیرا ہوں +

(۲) اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو ایک سچے مذہب کا معیار بیان فرمایا ہے کہ دُنیا میں کئی مذہب ہیں۔ اور ہر ایک مذہب والے اپنے مذہب کو ہی سچا کہتے ہیں۔ مسلمان کہتے ہیں۔ کہ ہمارا مذہب حق ہے۔ یہودی کہتے ہیں کہ ہمارا دین سچا ہے۔ نصاریٰ کہتے ہیں۔ کہ ہم راستی پر ہیں۔ صابی کہتے ہیں۔ کہ ہمارا دین سچا ہے۔ تو جب ہر ایک مذہب سچا ہونے کا ہی دعویٰ کرتا ہے۔ تو جو درحقیقت سچا مذہب ہے۔ اُسکی دوسرے مذاہب پر کوئی فضیلت ہونی چاہیئے۔ اور ساتھ ہی فضیلت کے ثبوت کی دلیل ہونی چاہیئے پس اس کی فضیلت کی دلیل یہ ہے۔ کہ جو لوگ واقعہ میں اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہونگے۔ اور عمل صالح کرتے ہونگے۔ ان کے ساتھ خدا کا یہ سلوک ہوگا۔ کہ پہلے انھیں خوف و حزن ہونگے۔ وہ دور کر دیئے جائینگے۔ پس اگر کسی مذہب کے پیرو یہ کہتے ہوں کہ ہم سچے مذہب پر ہیں۔ لیکن وہ خوف و حزن میں مبتلا ہوں۔ تو وہ کبھی سچے مذہب کے حامل نہیں ہو سکتے۔ اس معیار پر ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں۔ کہ آپ کی پہلے کیا حالت تھی۔ بہت کمزور حالت تھی۔ اور صرف چند آدمی آپ کے ہمراہ تھے۔ اس کے مقابلہ میں یہودیوں۔ عیسائیوں۔ مجوسیوں اور کفار کی بڑی بڑی طاقتیں تھیں۔ مگر آپ کے مقابلہ میں انھیں ذلیل اور خوار ہونا پڑا۔ پہلے انھیں کوئی غم و حزن نہ تھا۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر آکر وہ مختلف قسم کے خوف و حزن میں مبتلا ہو گئے۔ اور آنحضرت صلعم کا خوف دُور ہو کر ان کو لگ گیا +

(۳) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نام کے مسلمانوں۔ یہودیوں۔ عیسائیوں۔ اور صابیوں کو تسلی دیتا ہے۔ کہ تمہارے لئے توبہ کے دروازے بند نہیں ہو گئے اگر تم ایمان لاؤ۔ اور سچے مسلمان ہو جاؤ۔ تو تمہارے سب غم اور حزن دور ہو سکتے ہیں +

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ط

اور جبکہ لیا ہم نے تمہارا پختہ عہد اور اُٹھایا ہم نے تمہارے اوپر طور کو

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ

پکڑو جو دیا ہم نے تمہیں مضبوطی سے اور یاد کرو جو اس میں ہے تاکہ تم

تَتَّقُوْنَ ۝

پرہیزگار بنو

اللہ تعالیٰ نے پہلے تسلی دیکر پھر ملامت شروع کر دی ہے۔ کہ اچھا تم اس